خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

میلاد النبی ﷺ 2006

Acd 143

Track 1

Time 69:00

مراقبہ کے ذریعے ہم روح کا علم حاصل کرسکتے ہیں

... اعوذ باللہ

... بسم اللہ

... سورۃ الفاتحہ

ان اللہ و ملائکۃ یصلون علی النبی ... یا یھا الذین امنوا صلو علیہ وسلم تسلیما

... درود ابراہیمی

عزیزان گرامی قدر، محترم دوستوں، بزرگوںاور اساتذہ کرام اس سعید محفل
میں آپ سب حضرات کو میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی
سیرت طیبہ کو اور سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں کو مختلف انداز میںسنا۔
سیرت طیبہ کی سند کے لئے آپ نے بیچ بیچ میں قرآن پاک کی تلاوت سنی۔
سیرت طیبہ کو بالکل مختلف انداز میں جن بچوں نے پیش کیا ہے۔ وہ یقینا قابل
ستائش اور قابل مبارک باد ہیں۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ جس مجلس
میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اس مجلس میں فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ آسمان و زمین
پر ہمہ وقت ٹکریوں کی شکل میں فرشتے گشت کرتے رہتے ہیں۔اور وہ فرشتے
نوع انسانی کواچھائی اور برائی کے تصورات انسپائر کرتے رہتے ہیں۔فرشتوں کی
یہ ڈیوٹی ہے۔ کہ وہ نوع انسانی کو اچھے کاموں کی ترغیب دیںاور نوع انسانی کو
برے کاموںسے بچنے کی ہدایت فراہم کریں۔یہ سارا نظام جو کائنات نظام ہے۔
جس کو ہم دیکھتے ہیں آج کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ایک نیٹ ورک
ہے۔یہاں کوئی بھی بات اچھی ہو بری ہوزندگی کا کوئی تقاضہ ہو۔ بھوک ہو
پیاس ہو۔ علم کا حصول ہو یا علم سے فرار ہو۔تعمیر ہو یا تخریب ہو۔فساد
ہو یا امن ہو۔یہ سب ایک نیٹ ورک کی طرح یہ سارا نظام قائم ہے۔اور اس
نظام کی بنیاد انسپائریشن کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔جتنے بھی حضرات یہاں
تشریف فرما ہیں وہ اس بات سے آگاہ ہیںاس بات سے باخبر ہیںاور ان کی زندگی
کا ہر احساس اس بات کی شہادت فراہم کرتا ہے۔ کہ انسان کوئی بھی کام اس
وقت کرتا ہے۔ جب اس کام سے متعلق اس کے دماغ میں خیال وارد ہوتا ہے۔آپ

میں اور تمام حاضرین اس بات کو اس طرح سمجھ سکتے ہیںکہ زندگی کا کوئی
بھی معاملہ ہو اس کو کرنے کے لئے ضروری ہے پہلے ہمیں اس کام سے متعلق
خیال آئے۔اس خیال کو ہم یا رد کرتے ہیں یا قبول کرتے ہیں۔لیکن تجربہ شاہد
ہے کہ اگر ایک خیال کو آپ رد کرتے ہیںاور قدرت اس خیال پر عمل درآمد کرانا
چاہتی ہے آپ نو سو ننانوے مرتبہ اس خیال کو اگر رد بھی کردیں گے تو ہزارویں
مرتبہ اس خیال کو آپ کو قبول کرنا ہوگا۔اس کی مثال یوں ہے کوئی آدمی اس
بات سے انکار نہیں کرسکتاکہ کھانا وہ اس وقت کھاتا ہے جب اسے کھانا کھانے کا
خیال آتا ہے۔یعنی بھوک لگتی ہے۔اگر کسی انسان کو کھانا کھانے کا خیال نہ آئے
وہ کبھی کھانا نہیں کھاسکتا۔انسان پانی اس وقت پیتا ہے جب اسے پیاس لگتی
ہے یعنی پانی پینے کا خیال آتا ہے۔اس کے اندر کا جو نظام ہے وہ سیرابی چاہتا
ہے۔تشنگی دور کرنا چاہتا ہے۔تو اس کو ایک خیال آتا ہے کہ پانی پینا چاہئیے۔
پانی پینا چاہئیے۔پانی پینا چاہئیے۔اور بالآخر جب وہ پانی پیتا ہے اس کی تشنگی
دور ہوجاتی ہے۔اسی طرح کوئی آدمی آفس ، کاروبار، دفتریا دکان میںاس وقت
تک نہیں جاسکتا جب تک اسے دکان جانے کا یا آفس جانے کا خیال نہ آئے۔علیٰ ھذا
القیاس زندگی کے اندر اگر ساڑھے گیارہ ہزار تقاضے ہیںتو ان ساڑھے گیارہ ہزار
تقاضوں کی تکمیل کے لئے لازم ہے کہ وہ انسپائریشن کو قبول کرے اور اس خیال
پر عمل درآمد کرے۔اگر عمل درآمد نہیں ہوگا تو وہ خیال کو قبول نہیں کریگا۔
وہ غالب نے کہا ہے ناں عالم تمام حلقہء دام خیال ہے۔رسول اللہﷺ کا ارشاد
گرامی ہے کہ جب کسی مجلس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے دائیں بائیں اوپر سے
نیچے سے ہر طرف سے فرشتے اس مجلس میں نازل ہوتے ہیںاور وہ ذاکرین کے
ساتھ ذکر میں شریک ہوجاتے ہیں۔اسی حدیث مبارکہ کی تعمیل میںہم لوگ دو
ڈھائی گھنٹے سے اللہ کے ذکر میں مشغول ہیں۔ یقینا رسول اللہ ﷺ کی حدیث
مبارکہ کے مطابق اس میدان میں اس مجلس میںفرشتوں کابھی نزول ہوا ہے۔
مزید اس محفل کو متاثر کن بنانے کے لئے ، مزید اس ذکر کے انوار سے اپنی
روحوں کو مجلّی کرنے کے لئے اپنے دلوں کو منور کرنے کے لئے ہم تھوڑی دیر کے
لئے ذکر کرتے ہیں۔ذکر کریں گے ...یا ح یا قیوم...۔ صورت حال یہ ہوگی کہ میں
اللہ کا ایک عاجز مسکین گنہ گار بندہ یاح یا قیوم پڑھوں گاآپ سب حضرات کو
میرے ساتھ رہ کر یا ح یا قیوم کا ذکر کرنا ہے۔کوشش یہ ہونی چاہئیے کہ جو
ذکر کرانے والا ہے اس کی آواز کے ساتھ آپ سب ہم آہنگ ہوں۔ لَے میں لَے دے
کر ۔ اس کے لئے میں یاح یا قیوم دو دفعہ پڑھتا ہوںآپ حضرات نہایت توجہ کے
ساتھ اس کو سنیںاور تیسری مرتبہ میرے ساتھ ذکر میںشریک ہوجائیں۔ اللہ کرے
اس اجتماعی ذکر میںرسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق فرشتے بھی شریک ہوںاور
اللہ کے نور کی لہریںہمارے مردہ ضمیروں کو زندہ کردیں۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ
کی تجلی اور نور کا ایسا سرور حاصل ہوکہ جس سرور سے ہماری روحیں خوش
ہوجائیںہمارے جسم کے اوپر روشنی چھاجائے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ...اللہ نور
السمٰوت والارض ...کہ زمین سماوات اور اس کے اندر جو کچھ ہے سب اللہ کا

نور ہے روشنی ہے۔اس آیت کی تفسیر میںیہ بات بالکل واضح ہے ...اللہ نور السمٰوت والارض ...جب آسمان سماوات اور زمین اللہ کا نور ہے۔تو زمین میں رہنے والے بندے بھی اللہ کا نور ہیں۔آسمانوں میں رہنے والے فرشتے بھی اللہ کا نور ہیں۔

یا ح یا قیوم کا ترجمہ ہے اے وہ ذات جو زندہ ہے ہمیشہ سے زندہ ہے۔یا ح ... اے وہ ذات جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور مخلوق کو زندہ رکھتی ہے۔یا قیوم ... اور مخلوق کو وسائل کے ساتھ زندگی فراہم کرتی ہے۔ یا ح یا قیوم دو دفعہ آپ سن لیجئے تیسری دفعہ شریک ہوجائیے۔ جب یہ ورد ختم ہوگا تو میں درود شریف پڑھوں گا اور اس کے بعد مختصر کیونکہ بہت دیر ہوگئی ہے انشاء اللہ میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر اپنے بہت چھوٹے سے اور ناقص علم کے مطابق آپ حضرات سے گفتگو کروں گا۔

... بسم اللہ

(ذکر...یا ح یا قیوم)

... صلی اللہ تعالیٰ علیٰ

... اعوذ باللہ

... بسم اللہ

... اقراء باسم ربک

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ میںآپ نے جب غار حرا کا واقعہ سنا تو قاری صاحب نے سورہ علق کی آیتیں تلاوت فرمائیںبہت ہی خوبصورت الحمد للہ تلاوت فرمائی ہے ...اقراء باسم ربک الذی خلق ...خلق الانسان من علق ... اقراء و ربک ...... علم بالقلم ...علم الانسان مالم یعلم... کہ ہم نے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔اسی آیت کی تفسیر میں میںکچھ عرض کروں گا ۔ علم الانسان مالم یعلم...انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔اس علم کی شروعات ازل میں اس طرح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ زمین پر جو بھی مخلوق نیابت اور خلافت کے فرائض انجام دے رہی تھی اس کی سرکشی کی بناء پریا جیسے بھی اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایااب یہ نیابت اور خلافت انسان کے سپرد کی جائے آدم علیہ السلام کو علم دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہاکہ میں زمین میں نائب اور اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ مٹی سے گارے سے سڑاند سے ، کھنکھناتی بجنی مٹی سے اللہ تعالیٰ نے آدم کا پتلا بنایا... و نفخت فیہ من ... اس آدم کے پتلے میں اپنی روح پھونکی۔اور فرشتوں سے کہا کہ میں اس کو آدم کو زمین میںاپنا نائب اور خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے آدم کی ساخت کے پیش نظر یعنی مٹی گارا اور سڑاند سے اس کو جو بنایا گیا اپنا تجربہ بیان کیااور یہ کہا کہ یہ زمین پہ فساد برپا کردیگا، خون خرابہ کردے گا۔ اللہ تعالیٰ نے

فرشتوں کی بات کو رد نہیں فرمایا۔اللہ تعالیٰ کی ایک عادت ہے کہ اللہ تعالیٰ
سے جب کوئی بات پوچھی جائے اور اللہ تعالیٰ سے جب کوئی بات سمجھی جائے ،
سمجھنا چاہے بندے تو اللہ تعالیٰ اس کو بات سمجھا دیتے ہیں۔ جیسے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مرنے کے بعد کیسے
زندہ ہوجائے گا آدمی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں اس بات پر اعتماد نہیں ہے
؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا نہیں آپ برحق ہیں جو کچھ فرماتے
ہیںصحیح ہے میں اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو
پرندے لوان کو ذبح کرواور ان کا قیمہ بناؤ اور دو الگ الگ پہاڑیوں پر ان کا
گوشت پھینک دو۔اور اللہ کے حکم سے انہیں بلاؤ ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے یہ عمل کیا اور وہ پرندے زندہ ہوگئے۔یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
اللہ تعالیٰ نے مشاہدہ کرادیا۔تو جب فرشتوں نے کہا یہ خون خرابہ اور فساد برپا
کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو علوم سکھائے اور آدم علیہ السلام کو
علوم سکھا کر ... و علم آدم الاسماء کلھا ... ثم عرضہ علی الملائکۃ ... فقال
انبئونی باسماء ھٰؤلاءِ ان کنتم صادقین ... کہ فرشتوں سے کہا آدم ہم نے جو علم
تمہیں سکھایا ہے وہ بتارہے ہیتو فرشتوں نے جب وہ علم سنااللہ تعالیٰ سے
فرشتوں نے کہا کہ ہم وہ علم نہیں جانتے جو آپ نے آدم کو سکھادیا۔و علم
الانسان مالم یعلم ... کہ ہم نے انسان کو وہ علم سکھادیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔
اس علم کی بنیاد پر فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا۔ جس گروہ نے آدم کو سجدہ
نہیں کیا وہ گروہ راندہ درگاہ قرار پاگئے ابلیس جسے ہم کہتے ہیں شیطان کہتے
ہیں۔تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آدم کی جو فضیلت ہے یا آدم کی جو نیابت اور
خلافت ہے یا آدم کی اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں جو حصہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے
وہ علم کی بنیاد پر ہے۔حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان بھی ہیاور اللہ
تعالیٰ کے پہلے برگزیدہ پیغمبر بھی ہیں۔حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر
تشریف لائے تو یہاں بھی علم کی شروعات ہوگئی۔اب دو علوم زیر بحث آگئے ۔
ایک علم وہ جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سکھایا تھا۔اور ایک علم وہ ہے
جب آدم علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے علم
کے تجربہ کی بنیاد پر انہوں نے دنیا میںبہت ساری ایجادات کیں۔ بہت ساری
ضروریات پوری کرنے کے لئے اور زندگی کے تقاضے پورے کرنے کے لئے نئے نئے علوم
جو ہیںاختراع کئے۔اس طرح آدم علیہ السلام کا علم روایات کے مطابق ایک لاکھ
چوبیس ہزار پیغمبروں میں منتقل ہوتا رہا۔اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کے بعدیہ تمام علوم آدم کے رشتے سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو
منتقل ہوگئے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی
شعوری استعداد اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے علوم رسول اللہﷺ کو
منتقل ہوئے۔یعنی ایک پیغمبر کی جو فضیلت ہے رسول اللہ ﷺ کی وہ فضیلت ایک
لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے برابرہوئی۔اتنی سکت اتنی برداشت اور اتنی
اولوالہمتی کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو علوم سکھائے

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے۔یا پڑھایا ... اقراء باسم ربک الذی خلق...
خلق الانسان من علق۔اور اس علوم کی بنیاد پراللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو
معراج عطا فرمائی اور مسجد اقصیٰ میںحضور پاک ﷺ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کو نماز پڑھائی اور امامت کرائی۔امامت کرانا بجائے خود اس بات کی
علامت ہے کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز
ادا کرکے حضور ﷺ کی فضیلت کو تسلیم کرلیا۔ویسے وقار صاحب نے بھی ایک آیت
پڑھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو جمع کیا رسول اللہ ﷺ کا تعارف
کرایا اور یہ کہا کہ تم گواہ رہنا اور میں بھی گواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
اس بات پر میں بھی گواہ ہوںکہ رسول اللہ ﷺ کو تمام کائنات میں فضیلت حاصل
ہے۔رسول اللہ ﷺ تک یہ علم پہنچا ۔ اب رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پڑھ کر
ہمیں جو حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو زندگی
گزارنے کا سلیقہ سکھایا۔جس کو ہم شریعت مطہرہ کہتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے
اپنی امت کے اندر اچھائی اور برائی کا تصور منتقل کیا۔کہ یہ اچھا ہے یہ برا ہے۔
اس کے ساتھ ساتھ قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺنے جو ہدایات اپنے امت کے لئے
چھوڑیںاس میں انسانی زندگی کا مقصد محض دنیا قرار نہیں دیا۔بلکہ انسانی
زندگی کا مقصد یہ قرار پایا کہ یہ دنیا عارضی جگہ ہے مسافر خانہ ہے۔یہاں جو
کچھ امت میری کرے گی اس امت کے اعمال کے دو رخ ہوں گے۔ ایک رخ اجر
ہوگا اور ایک رخ سزا ہوگا۔ایک رخ سزا ہوگا اور ایک رخ جزا ہوگا۔اب کوئی
انسان جو اس دنیا میں آیا ہے اس کا مقصد حیات صرف روٹی کھانانہیں ہے۔اس
کا مقصد حیات صرف بچے پیدا کرنا نہیں ہے۔اس کا مقصد حیات یہ ہے کہ اس
دنیا میں اللہ کے محبو ب محمد رسول اللہ ﷺکی سیرت کے مطابق زندگی گزارے۔
تاکہ اس کا جو مقصد ہے اس دنیا میں آنے کا وہ پورا ہوجائے۔و ما خلقنا الجن
ولانس الا یعبدون ... کہ ہم نے تخلیق کی جنات کی اور تخلیق کی انسانوں کی
اس لئے کہ یہ ہماری عباد ت کریں۔عبادت سے مراد یہ ہے کہ کسی کو کسی
ذات کو اس طرح تسلیم کرناکہ ہم دروبست احتیاج ہیں اور وہ دربست احتیاج
نہیں ہے۔وہ خالق ہے ہم مخلوق ہیں۔وہ رازق ہے ہم رزق کھاتے ہیں۔وہ پیدا
کردیتا ہے ہم پیدا ہوجاتے ہیں۔وہ ماردیتا ہے ہم مرجاتے ہیں۔ہمارا جینا، ہمارا
مرنا، ہماری عبادت سب کچھ اس ذات اقدس کے لئے ہے کہ جو مالک کل ہے ،
مختار ہے۔ یہی زندگی کا مقصد ہے۔اب زندگی کے دو مقاصد ہمارے سامنے آئے
ایک عارضی مقصد ہے اور ایک مستقل مقصد ہے۔عارضی مقصد یہ ہے کہ اس
دنیامیں ہمیں رہنا ہے ۔ اس دنیا میں اچھا بن کر رہنا ہے۔ اچھائی کو پھیلانا ہے۔
برائی سے بچنا ہے۔برائی سے روکنا ہے۔کس کا حق نہیں مارنا ہے۔اپنا حق نہیں
چھوڑنا ہے۔یہ سارے کا سارا علم جو ہے علم شریعت ہے ۔علم شریعت میں وہ
.........تمام علوم بھی آجاتے ہیں۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا علم سیکھو اگر تمہیں چین جانا پڑ جائے تووہاں جاکر علم
سیکھو۔تو چین میں ظاہر ہے آدمی عربی سیکھنے تو نہیں جائے گا۔متمدن ملک

تھا وہ ہ آج بھی متمدن ملک ہے۔تو دو علوم ہمارے سامنے آگئے ایک دنیاوی علوم
اور ایک آخرت کے علوم۔اب سمھنے کی بات یہ ہے کہ یہ دنیاوی علوم جتنے بھی
ہیں ہمارے لئے اس وقت تک کارآمد ہیجب تک ہمارا یہ جسمانی نظام ہمارے
ساتھ ہے۔یعنی گوشت پوست کا نظام ہمارے ساتھ ہے۔اور اخروی علوم آخرت
کے جو علوم ہیاس کا تعلق ہماری روح سے ہے۔اب انسان کے بھی دو رخ
ہوگئے۔ ایک انسان کی روح ہوئی ایک انسان کا جسم ہوامادی جسم۔کوئی
انسان روح کے بغیر حرکت نہیں کرسکتا۔کوئی انسانی وجود روح کے بغیر حرکت
نہیں کرسکتا۔روح جب اس جسم کو چھوڑ دیتی ہے تو آدمی مردہ ہوجاتا ہے،
مرجاتا ہے۔جب تک روح انسان کے اندر موجود ہے اس کے اندر حواس بھی ہیں
اس کے اندر جذبات بھی ہیاس کے اندر تعمیر بھی ہے اس کے اندر تخریب بھی
ہے۔اس کے اندر اچھائی قبول کرنے کی صلاحیت بھی ہے اس کے اندربرائی کو رد
کرنے کی صلاحیت بھی ہے ۔ لیکن جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تواس کی
کوئی اپنی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ایک بات تو یہ ہے کہ جب روح اس جسم کو
اپنا چولہ بناتی ہے اپنا گھر بناتی ہے یا اپنا میڈیم بناتی ہے تو اس دنیا میں کہیں
سے آتی ہے۔جس کو ہم کہتے ہیں روح عالم ارواح سے یہاں آتی ہے یا جسم
بناتی ہے۔ لها ماکسبت لهم ماکسبتم ... جو انسان کرتا ہے اس کا نتیجہ پاتا ہے۔
کل نفس ذائقة الموت ... ہر آدمی یہاں آتا ہے اور موت کے عالم میں منتقل
ہوجاتا ہے۔تو جب تک روح رہتی ہے جسم کی حرکات و سکنات رہتی ہے۔اور
جب روح ختم ہوجاتی ہے جسم کی حرکات و سکنات ختم ہوجاتی ہے۔اب
زندگی کا مقصد بہت مختصر میں بیان کرتا ہوں اب زندگی کا مقصدجو قرآن نے
بتایا جو حضور پاک ﷺ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ کا عرفان حاصل کرے اور
اللہ سے متعارف ہوجائے۔قرآن پاک عرفان کے بارے میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے جب کن کہا تو ساری کائنات بن گئی۔لیکن کائنات پر ابھی جمود تھا۔اس کو
نظر نہیں ملی تھی۔یعنی بصارت نہیں ملی تھی۔ سماعت نہیں ملی تھی۔قوت
گویائی نہیں ملی تھی۔تو اللہ تعالیٰ نے اسے نظر عطا کرنے کے لئے اسے سماعت
عطا کرنے کے لئے روحوں کو مخاطب کیا اور الست بربکم کہاکہ میں تمہارا رب
ہوں۔روحوں نے جب اللہ کی آواز سنی تو اللہ کی طرف متوجہ ہوئیتو روحوں
نے اقرار کیا کہ قالوا بلی جی ہاں،ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں... عہد کرتے
ہیکہ آپ ہمارے رب ہیں۔یوم ازل میں یہ جو کچھ ہوا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ روح اللہ کو دیکھ چکی ہے۔ روح اللہ کو دیکھ سکتی ہے۔اور روح جسم کے
بغیر بھی زندہ اور متحرک رہتی ہے۔تو دنیاوی علوم تو ہم سب جانتے ہیں۔
دنیاوی علوم ہمیں راستے بتاتے ہیجس راستے پر چل کر ہم اپنی روح سے واقف
ہوسکتے ہیں۔ مثلاً آپ نماز پڑھیں گے تو نماز کا منشاء بھی یہی ہے کہ اللہ سے
قربت حاصل ہو۔روزہ رکھتے ہیں۔ روزے کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ روزے کی جزا میں خود ہوں۔جو بھی نیک کام کرتے ہیاس کے پیچھے
منشاء یہی ہوتا ہے کہ ہمیں اللہ سے قربت حاصل ہوگی۔اب اللہ سے قربت کا

ایک ہی ذریعہ ہے کہ ہمیں اپنی روح سے واقفیت حاصل ہونی چاہئیے۔اگر ہم اپنی روح سے اپنی اصل سے اپنی ذات سے واقف ہوجائیں تو اللہ سے واقف ہونا اس لئے ممکن ہے کہ روح ازل میں اللہ کو دیکھ بھی چکی ہے اور اللہ کی ربوبیت کا اقرار بھی کرچکی ہے۔سلسلہ عظیمیہ کا جو پلیٹ فارم ہے اور سلسلہ عظیمیہ کا جو مشن ہے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق وہ یہ ہے کہ انسانوں نے جتنا دنیاوی علم سیکھ لیاوہ بھی ضروری ہے۔اور دنیاوی علوم مزید جو سیکھنے والے ہیں وہ بھی ضروری ہیں۔ لیکن اس دنیاوی علم کے ساتھ ساتھ اس کو اپنے باطن کا اپنے انر کا اپنی روح کا اپنی انا کا اپنے نفس کا بھی علم ہونا چاہئیے۔یورپ میں بڑی ترقی ہوئی ہے ان کی لیکن وہ لوگ روح سے واقف نہیں ہیں۔نہ انہوں نے ابھی تک اس میں کوشش کی۔ترقی تو بہت ہوئی لیکن بڑی عجیب بات ہے اس ترقی کی وجہ سے ہمیں جتنے آرام و آسائش کے وسائل فراہم ہوئے ہونا تو یہ چاہئیے کہ بھئی آرام کے سارے وسائل پیدا ہوگئے بڑا سکون ملنا چاہئے تھا بڑی خوشی ہونی چاہئیے تھی بات الٹ ہوگئی۔جتنا آرام کا سامان مہیا ہوا اسی مناسبت سے نوع انسانی کا سکون غارت ہوگیا۔جتنا آسائش و آرام ہمیں ملا اسی مناسبت سے ایسی ایسی بیماریاں پیدا ہوگئیجب پہلے سننے میں ہی نہیں آتی تھیں۔ نوع انسانی اس لئے بے چین اور پریشان حال ہے کہ اس نے صرف دنیاوی علوم کو ہی اپنا مقصد بنالیا ہے۔ دنیاوی علوم بھی سیکھنے ضروری ہیں۔ اگر دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ اپنے باطن کی بھی کچھ خبر ہو اپنے روح کے بارے میں بھی ادراک ہو تو یہ ساری ترقی ہمارے لئے سکون کا ذریعہ بن جائے گی۔اور اگر ہم دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ روح کا علم نہیں سیکھیں گے ہم یہ نہیں جانیں گے کہ ہم کیا ہیایک جاننا تو یہ ہے کہ ہمارا ایک جسم ہے ، اس میں دل ہے ، پھیپھڑے ہیں۔ آکسیجن سے زندہ ہیں۔ خون دور کر رہا ہے۔ آنتیں چل رہی ہیں۔ دماغ کے دو حصے ہیں۔ دماغ میں کھربوں سیلز ہیں۔ الٹا دماغ کام نہ کرے تو سیدھا فالج ہوجائے گا۔سیدھا دماغ کام نہ کرے تو الٹا جسم فالج کرجائے گا۔یہ بھی ایک علم ہے۔لیکن اصل علم یہ ہے کہ اگر دل چل رہا ہے تو وہ کیوں چل رہا ہے۔اگر دماغ چل رہا ہے تو وہ کیوں چل رہا ہے؟اور جب روح جسم سے اپنا رشتہ توڑ لیتی ہے یہ جسم ڈیڈ باڈی کیوں ہوجاتا ہے مر کیوں جاتا ہے؟ جب ہمیں اس بات کا علم ہوجائے گا کہ ہمارا جسم

Independent

نہیں ہے محتاج ہے روح کا ۔ جب تک اس جسم کے اند رروح رہے گی جسم حرکت کرے گا۔اور جب روح اس جسم سے الگ ہوجائے گی جسم مردہ ہوجائے گا بیکار ہوجائے گا۔دیکھئے مرے ہوئے جسم میں کان بھی ہیں آدمی نہیں سنتا۔مرے ہوئے جسم میں آنکھ بھی ہے آدمی نہیں دیکھتا۔مرے ہوئے جسم میں منہ بھی ہے حلق بھی ہے آدمی نہیں بولتا۔مرے ہوئے جسم میں پیر بھی ہیں آدمی نہیں چلتا۔

مرے ہوئے جسم میں ہاتھ بھی ہے آدمی ہاتھ نہیں ملاتا۔کیا چیز نہیں ہے مرے ہوئے جسم میں؟ ہر چیز موجود ہے۔لیکن چونکہ روح نے اس جسم کو ایک کرتے کی طرح ایک لباس کی طرح، ایک کوٹ پتلون کی طرح اتار کر پھینک دیااب اس کے اندر کوئی حرکت نہیں ہے۔پس ثابت ہوا کہ انسان کی اصل مادی وجود نہیں ہے۔مادی وجود روح کی حرکت کا ایک ذریعہ ہے۔روح کا ایک روپ بہروپ ہے۔ اصل انسان روح ہے۔اور روح کبھی نہیں مرتی۔روح کے اوپر موت وارد نہیں ہوتی۔روح سفر کرتی رہتی ہے۔منتقل ہوتی رہتی ہے۔لباس تبدیل کرتی رہتی ہے۔اگر نوع انسانی کو سکون چاہئیے۔اگر نوع انسانی کو اس دنیا کے بعد دوسری دنیا میں خوش رہنا ہے۔ عذاب سے بچنا ہے تو اس کے اوپر یہ لازم ہے کہ وہ دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ اپنی اصل کا بھی علم حاصل کرے۔اور اس کی اصل جو ہے وہ روح ہے۔ایک آدمی مر گیا وہ پانی کیوں نہیں پیتا ؟ایک آدمی مر گیا وہ کھانا کیوں نہیں کھاتا؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب روح جسم کو کہے گی کہ پانی پی تو پانی جسم پئے گا۔جب روح جسم کے اندر یہ تقاضے داخل کرے گی کہ سوجاؤ تو جسم سوئے گا۔جب روح جسم سے یہ کہے کہ اٹھ کے بیٹھ جاؤ تو جسم اٹھ کے بیٹھ جائے گا۔یہ جو مثال میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہے مرنے کی اس پہ جب آ پ غور کریں گے تو اس نتیجے کے علاوہ کوئی نتیجہ آپ کے سامنے نہیں آئے گا کہ مادی وجود عارضی ہے۔مادی وجود روح کی تحریکات کے مظاہرے کا ایک ذریعہ ہے۔اصل روح ہے۔

آدمی نکلتا ہے ایک آدمی کا نام ہے نصیر احمد۔ نصیر احمد صاحب سو رہے ہیں۔ بیڈ پہ پڑا ہوا ہے نصیر صاحب کا جسم۔اب نصیر صاحب کے جسم سے ایک اور جسم نکلتا ہے ۔ ایک جسم یہاں بیڈ پہ پڑا ہوا ہے ایک جسم اس کے اندر سے نکلتا ہے ۔ وہ اندر سے نکلنے والا جسم اڑتا بھی ہے۔اندر سے نکلنے والا جسم ڈرتا بھی ہے۔اگر اسے سانپ نظر آجائے خواب میںتو وہ ڈر جاتا ہے۔اندر سے نکلنے والا جسم خوش بھی ہوتا ہے ۔ اگر وہ کسی باغ میں پہنچ جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔اور پھر وہ واپس بھی آجاتا ہے۔تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر انسان کے اندر یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ مادی وجود کے بغیر بھی سفرکرتی ہے۔مادی وجود کے بغیر بھی وہ کھانا کھاتا ہے۔ مادی وجود کے بغیر وہ پانی بھی پیتا ہے۔حضور قلندر بابا اولیا نے لوح و قلم میں اس کی بڑی اچھی مثال بیان فرمائی ہے۔وہ کہتے ہیں ہر آدمی عورت مرد بالغ زندگی میں ایک یا دو خواب ایسے ضرور دیکھتا ہے کہ جب وہ خواب دیکھتا ہے تو جنسی تلذذ اسے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے نتیجے میںاس کو نہانے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔جب تک وہ نہائے گا نہیں نمازنہیں پڑھ سکتا۔مادی وجود تو یہاں پڑا ہوا ہے نہانے کی ضرورت کیسے پیش آگئی؟ کئی دفعہ آدمی خواب دیکھتا ہے کہ اس نے پلاؤ کھائی۔بہت سارے لوگ بیٹھے ہوں گے اس میں تجربہ ہوتا ہے کوئی پلاؤ کھاتا ہے ، کوئی سنترے کھاتا ہے ، کوئی کچھ کھاتا ہے۔جب اس کی آنکھ کھلتی ہے تو پلاؤ کی خوشبو وہاں موجود ہوتی ہے۔اور وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ میں نے پلاؤ کھائی ہے۔وہ کس

جسم نے پلاؤ کھائی ہے؟ اگر کوئی دہشت ناک منظر خواب میں آدمی دیکھتا ہے
تو اس کے دل کی دھڑ کن تیز ہوتی ہے دوران خون تیز ہوجاتا ہے۔کان گرم ہوتے
ہیں۔وہ گھبراکے اٹھتا ہے کیا ہوا؟ کہ میں نے خواب دیکھامجھے کوئی آدمی مار
رہا ہے ۔ آپ نے خواب دیکھا جسم تو یہاں ہے جسم کے ساتھ تو کسی نے کچھ
نہیں کیااور آپ کے مادی جسم نے تو کچھ نہیں دیکھاتو خواب دیکھنے کے بعد
خواب کے اثرات کیوں مرتب ہوئے آپ کے اوپر؟ اس لئے مرتب ہوئے کہ آپ کی
روح نے آپ کے مادی جسم کے بغیر حرکت کی ہے۔اس سے کیا ثابت ہوا؟ اس سے
ثابت یہ ہوا کہ انسان مادی وجود کے بغیر بھی زندگی گزارتا ہے۔وہ کھاتا بھی ہے
وہ پیتا بھی ہے وہ لڑتا بھی ہے۔وہ ڈرتا بھی ہے وہ خوش بھی ہوتا ہے۔ہوسکتا
ہے اسے خواب کے عالم میں دل کا دورہ بھی پڑ جائے یہ بھی ہوسکتا ہے۔ہوسکتا
ہے اس کو مرگی کا دورہ پڑجائے وہ بھی ہوتا ہے۔ خواب میں مرگی کا دورہ پڑتا
ہے یا جسم اکڑ جاتا ہے۔ہر انسانی وجود کے ساتھ فکشن وجود کے ساتھ گوشت
پوست کے جسم کے ساتھ ۔ ایک اور جسم مستقل ہمہ وقت رات دن صبح شام
ایک جسم اس کے ساتھ چپکا ہوا ہے ۔اور وہ جسم روح ہے ۔انسان کی فضیلت
ہی یہ ہے کہ وہ اپنے مادی وجود کے ساتھ ساتھ مادی وجود کو سہارا دینے والی
روح سے واقفیت حاصل کرلیتا ہے ۔ اور یہ علم ... وعلم الانسان مالم یعلم ...
اللہ نے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔یہ علم انسانوں کے علاوہ
بھیڑ بکریوں کو نہیں ملتا۔ گائے بھینسوں کو نہیں ملتا یہ علم۔پرندوں کو نہیں
ملتا یہ علم۔آپ یہ نہیں کہہ سکتے پرندے بے عقل ہیں بے شعور ہیں۔باشعور تو
پہاڑ بھی ہے۔باشعور تو زمین بھی ہے۔ان عرضنا الامانت علی السموت ولارض
والجبال... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے امانت سماوات کو پیش کی ، زمین کو
پیش کی ، پہاڑوں کو پیش کی... فابین ... انہوں نے کہانہیں۔ہم اس کے متحمل
نہیں ہوسکتے۔فابین ... ہم اس کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ یہ بات کہنا پہاڑوں
کا کہ ہم آپ کی امانت نہیں اٹھاسکتے کیا یہ شعور کے دائرے میں نہیں آتا؟ زمین
کا یہ کہنا کہ ہم اس امانت کو نہیں اٹھاسکتے کیا یہ شعور کے دائرے میں نہیں
آتا؟کون کہہ سکتا ہے کہ چڑیا باشعور نہیں ہے؟ کون کہہ سکتا ہے کہ چیونٹی
باشعور نہیں ہے؟ سورہ نمل قرآن شریف میں ایک سورت کا نام سورہ نمل
سورہ چیونٹی ۔ لیکن یہ جو روح کا علم ہے ۔ یہ جو مادی وجود کا علم ہے ۔
اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آدم کو منتخب کیا۔اور آدم سے یہ علم منتقل ہوتے ہوتے
ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں

multiply

ہوتا رہا۔ پہلے آدم میں آیا۔ پھر آدم کے علوم دوسروں میں آئے۔ تیسروں میں
آئے۔ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں یہ علم جو ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو
سکھایا تھا وہ

Multiply

کرتا رہا۔اور یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار

Multiply

ہوکر ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ

Multiply

ہوکر رسول اللہ ﷺ کو یہ علم منتقل ہوا۔اور اس علم کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے
حضور پاک ﷺ کو اور علوم سکھائے۔ اور اس علم کی فضیلت اتنی ہوئی رسول
اللہ ﷺ کا درجہ اتنا بلند ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے محمد ﷺ کو اپنے
پاس بلالیا۔ علمہ شدید القوی ......ھوا بالافق الاعلیٰ ... ثم دنا فتدلی ... فکان
قاب قوسین او ادنیٰ......کہ ہم نے اپنے بندے کو اپنے پاس بلایا ہے ۔ پہلے امامت
کرائی ہے مسجد اقصیٰ میںتمام ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو ۔ وہاں سے
اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلایا ہے ۔ آسمانوں کی سیر کرائی ۔ جنت دوزخ کا
مشاہدہ کرایا۔اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے۔... فکان قاب قوسین او ادنیٰ... دو
کمانوں کا فاصلہ یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ہم نے اپنے بندے سے جو ہمارا
دل چاہا باتیں کیں۔ ...ماکذب ...... ہمارے بندے نے جو دیکھا یا ہمارے بندے کے دل
نے جو دیکھا جھوٹ نہیں دیکھا۔خواب خیا ل کی بات نہیں ہے۔ہم نے اپنے بندے
سے باتیں کیں۔ کوئی خواب خیال کی بات نہیں ہے۔دیکھئے ہر باپ کا ورثہ اولاد
کو منتقل ہوتا ہے۔اور ہر پیغمبر کا ورثہ اس کی امت کو منتقل ہوتا ہے۔ ہم
مسلمان اس قدر خوش نصیب ہیںکہ ہمیں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا
بھی ورثہ منتقل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کا بھی ورثہ منتقل ہوا۔میرے عزیز
دوستوں دیر کافی ہوگئی ہے۔بس مجھے اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ ہم یہاں یہ
جتنے بھی مورتیاں بیٹھے ہیں ۔ یہ سب مورتیاں ہیں۔ان کی کوئی حقیقت نہیں
ہے کوئی اصلیت نہیں ہے۔ایک کھلونے ہے کھلونے میں چابی بھردیںچابی

اگر کھلونوں میں بھروگے کھلونے چلے گا۔چابی ختم ہوجائے گی کھلونے گر جائے
گا۔یہ ہم سب کھلونے ہیں روح کے

toys۔

ہیں۔روح اس کی چابی ہے ۔ روح اس کی انرجی ہے۔توانائی ہے۔احساس ہے۔
جذبات ہیں۔روح جس طرح چابی نکل کے کھلونے بیکار ہوجاتا ہے اسی طرح روح
جب اس جسم کو چھوڑ دیتی ہے تو جسم بھی بیکار ہوجاتا ہے۔ آ پ دیکھیں
آدمی روز مرتے ہیں جاکے روز قبر میں دفنا کے آتے ہیں کوئی حرکت نہیںہوتی۔
آپ زندہ آدمی کے سوئی چبھوئیں پیر کے انگوٹھے میںاس کے یہاں دماغ میں اطلاع
آتی ہے کہ میرے کسی نے سوئی چبھوئی ہے وہ لڑنے مرنے کو تیار ہوجاتا ہے۔ایک
مرے ہوئے آدمی کا آپ پورا پیر کاٹ دیں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے۔سلسلہ عظیمیہ
کی تعلیمات یہ ہیںکہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر پورا پورا عمل کیا جائے۔

اور اس کے سیرت طیبہ کے دورخ ہیں۔ ایک دنیاوی رخ ہے۔ دنیاوی ہماری اس
طرح گزرنی چاہئے جو اللہ کے لئے پسندیدہ ہے اللہ کے رسول کے لئے پسندیدہ
ہے۔ دوسرا رخ آخرت ہے۔ یہ ہمارا ورثہ ہے۔ کہ ہمارے نبی محترم مکرمﷺ
آسمانوں میں تشریف لے گئے۔اللہ سے انہیں قربت حاصل ہوئی۔اللہ نے ان سے
باتیں کیں۔ اگر ظاہر ہے کوئی رسول اللہ ﷺ تو ہو ہی نہیں سکتا ۔ وہ تو اللہ
کے بنائے ہوئے برگزیدہ بندے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے امت ہونے کی حیثیت سے
ہمارے اندر ہماری روحوں کے اندر اتنی صلاحیت ضرور ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ
نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا عرفان حاصل کیاتو ان کے امتی یقینا اللہ کی صفات کا
عرفان حاصل کرسکتے ہیں۔اور اس کا جو طریقہ ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ جب
ہم نے یہ طے کرلیا ہماری سمجھ میں بات آگئی کہ روح اندر ہوتی ہے۔ روح
باہر ہوتی ہے یا اندر ہوتی ہے بھائی؟ روح اندر ہوتی ہے باہر ہوتی ہے؟ زور
سے بولو۔ اندر ہوتی ہے ناں؟ تو اب اگر روح کو تلاش کریں گے تو آپ کو اندر
جھانکنا پڑے گا ۔ مراقبہ کا مطلب ہے اندر جھانکنا۔مراقبہ کا مطلب ہے تلاش،
جستجو، جدوجہد،تحقیق، ریسرچ یہ سب مراقبہ کے زمرے میں آتا ہے۔رسول اللہ
ﷺ نے غار حرا میں مراقبہ فرمایا۔اور نماز ...نماز دیکھئے نماز میں اگر آپ کو
یکسوئی نہ ہو تو وہ نماز نہیں ہوتی۔نماز ضروری ہے نماز میں آپ کو یکسوئی
ہونی چاہیے۔ جب آپ کو یکسوئی ہوگی تو یقینا آپ کا ذہن غیب کی طرف
منتقل ہوگا۔آپ نے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیا۔ اب آپ کو یکسوئی ہوگئی۔
یقینا آپ کا ذہن اس طرف جائے گا کہ ہم اللہ کے سامنے کھڑے ہیں اللہ کو
سجدہ کر رہے ہیںیااللہ کو رکوع کر رہے ہیں ۔اگر یکسوئی نہیں ہوگی تو آپ کا
ذہن ادھر ادھر بھٹکتا رہے گا۔جیسے بھٹکتا رہتا ہے مسلسل۔صبح شام پندرہ
منٹ آدھا گھنٹہ اس بات کے لئے مقرر کریںکہ ہمیں اپنے اندر جھانکنا ہے۔اپنی
اصل سے واقف ہونا ہے۔اپنی روح کو دیکھنا ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی
ہے ... من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ...جس نے اپنی روح کو پہچان لیا جس نے
اپنے نفس کو پہچا ن لیا، جس نے اپنے آپ کو پہچان لیااس نے اپنے رب کو پہچان
لیا۔ صورت حال یہ ہے کہ دنیا کے لئے ہمارے پاس بہت وقت ہے۔لیکن اپنے آپ کو
پہچاننے کے لئے ہم وقت نہیں نکالتے۔اگر ہم اپنے آپ کو پہچاننے کے لئے وقت
نہیں نکالیں گے تو سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہونے کے ناطے
ہمارے اوپر جو فرض ہے غیب کی دنیا میں داخل ہونے کے لئے ، فرشتوں سے
آگاہی حاصل کرنے کے لئے ، جنات سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے وہ ہم پورا
نہیں کرسکیں گے۔روزانہ صبح شام درود شریف پڑھیں۔سو دفعہ درود شریف
پڑھ لیں۔ دو دفعہ یاح یاقیوم پڑھ لیں۔ آنکھیں بند کرکے بیٹھ جائیں۔ چلو یہی
دیکھیں کہ میں اپنی روح کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے اپنی روح کا ادراک چاہئیے۔
مجھے اپنی روح کا علم چاہئیے۔ایک پندرہ بیس منٹ رات کو سونے سے پہلے اور
ایک پندرہ بیس منٹ فجر کی نماز کے بعدیہ عمل کرنے سے آپ کا ذہن یقینا اس
طرف متوجہ ہوجائے گا کہ انسان کی اصل مادی وجود یا ہڈیوں کاپنجرہ گوشت

پوست کا جسم نہیں ہے۔انسان کی اصل جو ہے اس کی روح ہے۔اس سلسلے
میں ہم نے مراقبہ ہال بھی ہیلنگ سینٹر بھی قائم کئے ہوئے ہیں۔وہاں کے لوگ
داخل ہوجاتے ہیں اسکول میںجتنا کچھ اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے مرشد
حضور قلندر بابا اولیا کے فیض سے ہمیں جو علم حاصل ہوتاہے وہ ہم ہمہ وقت
لوگوں کو سکھانے کے لئے بتانے کے لئے......

اللہ کے نام پر ، اللہ کے محبوب بندے محمد ﷺ کی خوشنودی کے لئے ، اللہ کے
محبوب کی سیرت سننے کے لئے۔ اللہ کے محبوب کا تذکرہ سننے کے لئے اپنے اپنے
گھروں سے تشریف لائے۔اتنی دیر آپ نے یہاں قیام کیا بلاشبہ بھئی مجھے تو بہت
اچھا پروگرام لگا ، آپ بتائیے آپ کو یہ پروگرام کیسا لگا سب ذرا ہاتھ تو اٹھائیں۔
ماشاء اللہ ما شاء اللہ کم از کم اتنا ضرور مجھے میرے اوپر جو تاثر قائم ہوا وہ
یہ ہو ا کہ جب یہ بتایا جارہا تھا کہ حضور غار حرا میں تشریف لائے اور حضرت
جبرئیل آئے انہوں نے کہا پڑھو! حضور ﷺ نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ ایک
ویژن بن گیا۔تو یہ بڑی مبارک بات ہے۔اس سے یہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی
سیرت طیبہ کے جو نقوش ہیںوہ ہمارے ذہنوں میں نقش ہوگئے۔اب اسی تجربہ
سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگر آپ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غار حرا والی
سنت پر بھی عمل کرلیںتو اس کا آپ کا بہت فائدہ ہوگا انشاء اللہ العزیز۔آپ
کی دین بھی اچھی ہوگی آپ کی دنیا بھی اچھی ہوگی۔ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و
فی الآخرۃحسنۃ وقنا عذاب النار۔ آپ سب حضرات کا میری طرف سے وقار
صاحب کی طرف سے سلسلہ عظیمیہ کی طرف سے اور ہمارے جتنے دوستوں نے
کام کیا ہے۔ہال کے سلسلے میںیا جن دوستوں نے ہماری جس طرح بھی مدد
فرمائی ہے ... دامے درمے قدمے سخنے ...میری دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہت اچھا
صلہ عطا فرمائے۔اور ہمیں اپنے حبیب پاک محمد ﷺ کی سیرت پر بھر پور عمل
کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اختتام

★★★★★★★